بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

دنیا مین ایک نذیر آیا ۔ پر دنیا نے اس کو قبول نکیا ۔ لیکن خدا اُسے قبول کریگا اور بڑے زور آور حملون سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا
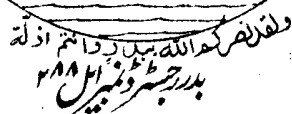
چہ گویم با تو گر آئی بچشم کاملان دیدہ سوی قادیان بینی

دوا بینی شفا بینی بغرض دار الامان بینی

بدر رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۸۸

سلسلۃ الجدید جلد ا

جمعتہ المبارک

سلسلۃ القدیم جلد ۲

ای جہان منتظر خوش باش کامد گلستان

اڈیٹر [illegible] محمد صادق عفی اللہ عنہ

آن مسیح دور آخر مہدی [illegible]

قیمت سالانہ پیشگی

والیان ریاست	سے
معاونین	عہ
برضائے	صہ
خود	ہے
عام قیمت	عاہر

اس سے زائد اعانت کے طور پر جو کچھ احباب عطا فرماوین وہ بخوشی قبول کیا جاویگا۔ سر دست خریداری بہت کم ہے اور خرچ آمد سے زیادہ ہے اس واسطے امداد کی بہت ضرورت ہے

ترسیل زر بنام میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر بدر قادیان اور خط و کتابت بنام منیجر بدر ہونی چاہیئے

ہمارا دین

ہر طرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے
کوئی مذہب نہین ایسا کہ نشان دکھلائے
ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے دیکھا
اور دینون کو جو دیکھا تو کہین نور نہ تھا
تھک گئے ہم تو انھین باتون کو کہتے کہتے
آؤ ۔ لوگو کہ یہین نور خدا پاؤ گے
مصطفٰے پر ترا بیحد ہو سلام اور رحمت
ربط ہے جان محمد سے مری جان کو مدام
اُس سے بہتر نظر آیا نہ کوئی عالم مین
مور د قہر ہوئے آنکھ مین اغیار کے ہم
گالیان سن کے دعا دیتا ہون ان لوگونکو
تیرے منہ ہی کی قسم میرے پیارے احمد
تیری الفت سے ہے معمور مرا ہر ذرہ
نقش ہستی تری الفت سے مٹایا ہم نے
تیرا میخانہ جو اک مرجع عالم دیکھا
شان حق تیرے شمائل مین نظر آتی ہے
تیرے دامن سے جو وابستہ ہو نہی ہی نجات

کوئی دین دین محمد سا نہ پایا ہم نے
یہ ثمر باغ محمد سے ہی کھایا ہم نے
نور ہی نور اٹھو دیکھو سنایا ہم نے
کوئی دکھلائے اگر حق کو چھپایا ہم نے
ہر طرف دعوتون کا تیر چلایا ہم نے
لو تمہین طور تسلی کا بتایا ہم نے
اُس سے یہ نور لیا بار خدایا ہم نے
دل کو وہ جام لبالب ہے پلایا ہم نے
جرم غیرون سے دل اپنا چھڑایا ہم نے
جب سے عشق اس کا تہ دل مین بٹھایا ہم نے
رحم ہے جوش مین اور غیظ گھٹایا ہم نے
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے
اپنے سینہ مین یہ اک شہر بسایا ہم نے
اپنا ہر ذرہ تری رہ مین اڑایا ہم نے
خم کا خم منہ سے بصد حرص لگایا ہم نے
تیرے پانے سے ہی اس ذات کو پایا ہم نے
لاجرم در پہ تیرے سر کو جھکایا ہم نے

ہم ہوئے خیر امم تجھ سے ہی اے خیر رسل
آدمی زاد تو کیا چیز فرشتے بھی تمام
قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرے پیارے آج

تیرے بڑھنے سے [illegible] بڑھایا ہم نے
مدح مین تیری وہ گاتے ہین جو گایا ہم نے
شور محشر ترے کوچہ مین مچایا ہم نے

وہ الفاظ جنمین حضرت اقدس بیعت کرتے ہین۔

ہاتھ مین ہاتھ لے کر آپ فرماتے جاتے ہین اور طالب تکرار کرتا جاتا ہے۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ۔ ۲۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ ۔ ۳۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ و اشہد ان محمدا عبدہ و رسولہ

آج مین احمد کے ہاتھ پر ان تمام گناہون سے توبہ کرتا ہون جنمین مین گرفتار تھا اور مین سچے دل سے اقرار کرتا ہون کہ جہانتک میری طاقت اور سمجھ ہے تمام گناہون سے بچتا رہونگا اور دین کو دنیا پر مقدم رکھونگا۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۔ ۲۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ ۔ ۳۔ استغفر اللہ ربی من کل ذنب و اتوب الیہ۔

رب انی ظلمت نفسی و اعترفت بذنبی فاغفر لی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت ۔ اے میرے رب مین نے اپنی جان پر ظلم کیا اور اپنے گناہون کا اقرار کرتا ہون ۔ میرے گناہ بخش کہ تیرے سوا کوئی بخشنے والا نہین پھر اس کے بعد آپ معہ حاضرین مجلس بیعت کنندہ اور اسکے متعلقین کیلئے دعا کرتے ہین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کی تازہ وحی

۲۰ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ یہ خدا کا کام ہے۔ اللہ اکبر

۲۱ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ انی الوم من یلوم واعطیک ما یدوم

انی مع الرسول اقوم واروم ما یروم

۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء۔ رویا۔ دیکھا کہ دہلی گئے ہیں۔ تو تمام دروازے بند ہیں۔ پھر دیکھا کہ ان پر قفل لگے ہوئے ہیں

پھر دیکھا کہ کوئی شخص کچھ تکلیف دینے والی شے میرے کان میں ڈالتا ہے۔ میں نے کہا تم مجھے کیا دکھ دیتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے زیادہ دکھ دیا گیا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

سفر دہلی

روانگی۔ ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء

[illegible] مشہور ہے حب وطن از ملک سلیمان خوشتر [illegible] سے حضرت ام المومنین کا ارادہ تھا۔ کہ اپنے وطن یعنی دہلی کو جائیں۔ مگر کچھ ایسے ہی اسباب بنتے رہے۔ کہ یہ ارادہ پورا نہ ہو سکا۔ خدا کی مشیت میں یہ مقدر تھا۔ کہ ان ایام میں یہ ارادہ پورا ہو۔ اور اس کے واسطے ایک عمدہ تقریب یہ بھی پیدا ہو گئی۔ کہ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب اسسٹنٹ سرجن دہلی کے ڈفرن ہسپتال میں ڈیوٹی پر لگائے گئے تھے پہلے تو یہ خیال تھا۔ کہ حضرت ام المومنین اپنے والد بزرگوار یعنی میر ناصر نواب صاحب کے ساتھ دہلی چلے جائیں گے۔ مگر جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی روانگی کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حضور مسنون طریقہ پر استخارہ کیا۔ تو الہام ہوا۔ لا تقوموا الا تفعل و الا معہ۔ لا تردوا موردا الا معی۔ انی معک ومع اھلک (یہ الہامات گذشتہ اخبار بدر میں چھپ چکے ہیں۔) ان الہامات کی وجہ سے ضروری ہوا۔ کہ حضرت صاحب بھی اپنے اہل وعیال کے ساتھ دہلی جائیں۔ اور جب حضرت نے تشریف لے جانے کا ارادہ ظاہر فرمایا۔ تو آپ کے حکم اور اجازت سے چند خدام بھی ساتھ ہوئے۔ عاجز راقم کی طبیعت بیمار تھی۔ چند روز بخار آتا رہا ہے۔ مگر حضور نے فرمایا کہ چلے چلو۔ تبدیل آب و ہوا سے بھی فائدہ ہوتا ہے۔ چنانچہ شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر الحکم کو ۲۱ اکتوبر کی صبح کو گاڑی ریزرو کرانے اور دیگر انتظام کے واسطے بٹالہ بھیجا گیا اور حضور اقدس بمعہ اہل بیت وخدام ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء بروز یکشنبہ کی صبح کو قادیان سے روانہ ہوئے۔ روانگی سے پیشتر آپ نے فرمایا۔ کہ آج رات ایک رویا اور ایک الہام ہوا (جو اسی اخبار میں اوپر درج ہو چکے ہیں) جس سے معلوم ہوتا ہے کہ دہلی والوں کے دلوں پر ایسے قفل لگے ہوئے ہیں۔ کہ ان پر کوئی نیک اثر نہیں ہوتا۔ اور ہر طرح کی بدزبانی ہم ان لوگوں سے وہاں سنیں گے۔ غرض دہلی نے جو سلوک خدا کے مسیح کے ساتھ کرنا ہے۔ اس کی خبر ہم پہلے سے ہی لیکر یہاں سے روانہ ہوتے ہیں (یہ مضمون میں سٹیشن بٹالہ پر لکھ کر مطبع میں بھیجتا ہوں۔)

روانگی ۲۲ اکتوبر ۱۹۰۵ء کی صبح کو حضرت قادیان سے روانہ ہوئے۔ آپ کے ساتھ ایک رتھ اور سات یکے تھے۔ علاوہ آپ کے اہل بیت اور خادمہ عورتوں کے مفصلہ ذیل خدام ساتھ ہوئے۔ ۱۔ حضرۃ مولوی محمد احسن صاحب۔ ۲۔ سیٹھ عبد الرحمان صاحب ۳۔ ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب۔ ۴۔ عاجز راقم۔ ۵ مولوی عبد الرحیم صاحب میرٹھی۔ ۶۔ خلیفہ رجب الدین صاحب لاہوری۔ ۷۔ شیخ غلام احمد صاحب نومسلم۔ ۸۔ شیخ حامد علی صاحب۔ ۹۔ بابو نور الدین صاحب۔ ۱۰۔ شیخ یعقوب علی صاحب بٹالہ [illegible] ساتھ مل گئے۔

یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ علاوہ [illegible] کے جو یکوں [illegible] گھوڑا [illegible] پر سو[illegible] حضرت کی سواری کے ساتھ پیدل دوڑتے ہوئے قادیان سے بٹالہ تک آئے۔ اور مسیح کے ہمرکاب ان کا دوڑنا عشق اور محبت کا ایک سچا نمونہ دیکھنے والوں کو دکھاتا تھا۔ ان میں یہ صاحب تھے۔ مولوی احمد نور صاحب افغان۔ شیخ عبد الرحیم صاحب اتالیق صاحبزادگان نواب صاحب۔ میاں شادی خان صاحب۔ اور ان کے ساتھ ہی یہ لڑکے بھی تھے۔ عبد الرحمان۔ صوفی عبد اللہ عبد اللہ درزی۔ میاں مظہر حق (اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور نیکی میں برکت دے)

منشی عبد العزیز صاحب پٹواری سیکھواں اور میاں جمال الدین صاحب سیکھواں سے بغرض زیارت حضرت اقدس علیہ السلام پہلے سے سٹیشن بٹالہ پر پہنچ گئے ہوئے تھے اور چوہدری فضل محمد صاحب بگہ وال بھی موجود تھے

سٹیشن بٹالہ چوہدری اللہ داد خان صاحب ہیڈ کلرک دفتر سپرنٹنڈنٹ قادیان جو ایک کام کے لئے لاہور گئے ہوئے تھے۔ بٹالہ سٹیشن سے حضرت اقدس کی تشریف آوری کی خبر پا کر بطور استقبال حضرت اقدس کو رستہ میں آ کر ملے۔ اور سٹیشن بٹالہ سے روانہ ہونے تک حضرت اقدس کے ساتھ رہنے کا شرف حاصل کیا

سٹیشن بٹالہ پر بہرہ [illegible] خادمین جمع کر کے [illegible] جگہ اس امر کا بیان کرنا فائدہ سے خالی نہ ہوگا [illegible] بٹالہ کا انتظام بہت عمدہ دکھائی دیا۔ خصوصاً بکنگ [illegible] کے نام سے میں واقف نہیں ہوں۔ اور وہاں کے [illegible] صاحب ایک نیک اور خلیق آدمی ہیں مسافروں کے ساتھ نہایت عمدہ برتاؤ کرتے ہیں [illegible] کو خوش اخلاقی اور تہذیب سے [illegible] سٹیشن پر حضرت کے لئے سیکنڈ کلاس کی [illegible] تھی۔ قافلہ کے اسباب کا انتظام اخویم شیخ یعقوب [illegible] صاحب کے سپرد ہوا۔ اور ٹکٹ وغیرہ خرید کر معمولی وقت [illegible] ایک بجے ۵ منٹ پر گاڑی بٹالہ سے روانہ ہوئی

سٹیشن بٹالہ پر اہلیہ میاں امام بخش صاحب [illegible] نے حضرت کی بیعت کی۔

سٹیشن امرتسر سٹیشن امرتسر [illegible] پانچ گھنٹہ کے شہر کی [illegible] احباب کو خبر ہو گئی۔ حضرت اور خدام کی ملاقات کے واسطے دوڑے آئے۔ ساتھ ہی رات کا کھانا بھی پر تکلف تیار کر کے لائے اور گاڑی کی روانگی تک حضرت کی خدمت میں حاضر رہے اور قافلہ کو گاڑی پر لینے میں بہت مدد دی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر دے۔ امرتسر کے سٹیشن پر کپورتھلہ سے برادر منشی ظفر احمد صاحب منشی محمد اروڑا صاحب اور ڈاکٹر فیض قادر صاحب پہنچ گئے۔ اور لاہور سے بابو غلام محمد صاحب اور حکیم محمد حسین صاحب قریشی بمعہ اپنے فرزند ارجمند محمد یوسف کے حضور کی خدمت میں امرتسر کے پلیٹ فارم پر بروقت پہنچ گئے قریباً ۹ بجے گاڑی امرتسر سے روانہ ہوئی

راستہ راستہ میں کرتارپور کے سٹیشن پر [illegible] افغان۔ منشی صاحب۔ و دیگر احباب کپورتھلہ۔ پھگواڑہ پر حبیب الرحمان اور احباب لدھیانہ۔ لدھیانہ میں حضرت کی زیارت کے لئے رات کے وقت مختلف اسٹیشنوں پر حاضر ہوئے

دہلی قریب ساڑھے تین بجے دہلی پہنچے اور محلہ چتلی قبر میں الف خان کے مکان [illegible] میں اترے۔ بعد کے حالات [illegible] ہوں گے۔ ۲۳ اکتوبر کو دہلی میں پہنچا [illegible]

اطلاع۔ تازہ خبر آمدہ دہلی سے معلوم ہوا ہے۔ کہ غالباً آئندہ ہفتہ تک حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دہلی میں [illegible]

۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء - فرمایا - صوفیون کی جو کتابین ہین - ان کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انہین موت کا خیال دامنگیر رہا ہے - لیکن مولویون کے نام سے جو لوگ گذرے ہین وہ عموماً محجوب رہے ہین - بہت ہی کم جو دراصل وہ بھی فقیر تھے - وہ تو اس حجاب سے بچے ہین - ورنہ اہل تصوف سے عموماً الگ رہے ہین - اور ایسے پاک باز لوگون پر کفر ہی کے فتوے دیتے رہے - جو دنیا سے انقطاع کرنے والے تھے - صوفی تو ایسے ہین جیسے ہر وقت کوئی مرنے کو طیار رہتا ہے - ان کی کتابون کو پڑھ کر طبیعت خوش ہو جاتی ہے - اور ان سے خوشبو آتی ہے - کہ وہ صاحب حال ہین صاحب قال نہین - اگر فراست صحیح ہو تو انسان ان باتون کو سمجھ لیتا ہے - سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب فتوح الغیب بڑی ہی عمدہ کتاب ہے - مین نے اس کو کئی مرتبہ پڑھا ہے - بدعات سے پاک ہے - بعض کتابین صوفیون کی اس قسم کی بھی ہین - کہ ان مین بدعات بھی داخل ہو گئی ہین - لیکن یہ کتاب بہت ہی عمدہ ہے فقیرون مین بھی ایک آفت پڑی ہے - یعنے بعض فقیر تو ہوئے - مگر وحدت وجودی ہو گئے - اور خود ہی خدا بن بیٹھے -

[illegible] ملک مین دوابہ (بست جالندھر) مین اکثر [illegible] وجودی کہلاتے ہین - ان کا مذہب عموماً اباحتی دیکھا گیا ہے اور حقیقت مین اس مذہب کا خاصہ اور اثر ہونا بھی یہی چاہیئے - کیونکہ جو شخص اللہ تعالے کو ان صفات سے متصف نہین مانتا - جو قرآن شریف مین بیان ہوئی ہین - اور اپنے اور خدا تعالے مین کوئی فرق نہین کرتا بلکہ خود ہی خدا بنتا ہے - وہ اگر اباحتی نہ ہو تو اور کیا ہو زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ یہ لوگ دوزخ اور بہشت پر ایمان بھی لاتے ہین - اور ایمان لا کر بھی سمجھتے ہین - کہ ہم ہی خدا ہین اور ایک اور بڑی غلطی ہے - جس مین یہ لوگ مبتلا ہین اور وہ یہ ہے - کہ اپنے مذہب کو اکابر سے منسوب کرتے ہین اصل یہ ہے کہ مذہب دو ہین - وجودی اور شہودی - وجودیون نے فلسفیون کی طرح یہ سمجھ لیا ہے - کہ انسان کے سوا خدا کچھ نہین ہے - یا خدا کے سوا اور کچھ نہین مگر شہودی ان کے سوا ہین اور وہ نیک ہین جنھون نے استیلاء محبت اور تجلیات صفات الٰہی سے ایسا معلوم کیا کہ خدا ہے - انھون نے اس کی ہستی اور وجود کے سامنے اپنی ہستی اور وجود کی نفی کر لی اور من تو شدم تو من شدی کے مصداق ہوئے - حقیقت مین محبت کے ثمرات مین سے نفی وجود ضروری ہے اس پر اعتراض نہین ہو سکتا - بلکہ قرآن شریف سے یہ صحیح معلوم ہوتا ہے -

یہی وہ مقام ہے - جو فنا فی اللہ کہلاتا ہے - لیکن وجودیون کا یہ حال نہین - ان کا تو یہ حال ہے - کہ گویا انھون نے ڈاکٹرون کی طرح تشریح کر کے خدا تعالے کو دیکھ لیا ہے - تب ہی تو یہ خود بھی خدا بنتے ہین - حالانکہ یہ صریح غلط اور بیہودہ امر ہے - اللہ تعالیٰ تو صاف فرماتا ہے - لا تدرکہ الابصار - وجودیون کا یہ مذہب ہے - کہ ہم ہی لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہین اور ہم ہی سچے موحد ہین - باقی سب مشرک ہین - اس کا نتیجہ عوام مین یہ ہوا - کہ اباحت پھیل گئی اور فسق و فجور مین ترقی ہو گئی - کیونکہ وہ کسی کو حرام نہین سمجھتے اور نماز اور روزہ اور دوسرے اوامر کو ضروری نہین سمجھتے - اس سے اسلام پر بہت بڑی آفت آئی ہے - میرے نزدیک وجودیون اور دہریون مین ۱۹ اور ۲۰ کا فرق ہے -

یہ وجودی سخت قابل نفرت اور قابل کراہت ہین - افسوس کا مقام ہے - کہ جس قدر گدیان ہین - ان مین سے شاید ایک بھی ایسی نہین ہو گی - جو یہ مذہب نہ رکھتی ہو - سب سے زیادہ افسوس یہ ہے - کہ سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فرقہ جو قادری کہلاتا ہے وہ بھی وجودی ہو گئے ہین - حالانکہ سید عبد القادر وجودی نہ تھے - ان کا طرز عمل اور ان کی تصنیفات اھدنا الصراط المستقیم کی عملی تصدیق [illegible] ہین علماء صرف یہ سمجھتے ہین - کہ اھدنا الصراط المستقیم صرف پڑھنے کے لئے ہے - لیکن اس کے اثرات اور نتائج کچھ نہین - مگر وہ عملی طور پر دکھاتے ہین - کہ ان منعم علیہ لوگون کے نمونے اس امت مین ہوتے ہین -

غرض

یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے - کہ گو ایسے لوگ تھوڑے ہوتے ہین - لیکن ہین ضرور جو خدا تعالے سے کامل محبت کرتے ہین - اور اسی دنیا مین رہ کر انقطاع اور سفر آخرت کی طیاری کرتے ہین - یہ امور ایسے ہی لوگون کے حصے مین آئے ہین جیسے سید عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ - مگر اب برخلاف ان کے وجودیون کی کثرت ہے اور اسی وجہ سے فسق اور فجور مین ترقی ہے - قرآن شریف کی تعلیم کا خلاصہ مغز کے طور پر یہی بتایا ہے - کہ خدا تعالیٰ کی محبت اس قدر استیلاء کرے - کہ ماسوی اللہ جل جاوے - یہی وہ عمل ہے جس سے گناہ جلتے ہین اور یہی وہ نسخہ ہے - جو اسی عالم مین انسان کو وہ حواس اور بصیرت عطا کرتا ہے جس سے وہ اس عالم کی برکات اور فیوض کو اس عالم مین پاتا ہے اور معرفت اور بصیرت کے ساتھ یہان سے رخصت ہوتا ہے - ایسے ہی لوگ ہین - جو اس زمرہ سے الگ ہین - من کان فی ھذہ اعمیٰ - فھو فی الآخرۃ اعمیٰ - اور ایسے ہی لوگون کے لئے فرمایا ہے ولمن خاف مقام ربہ جنتان - یعنے جو لوگ اللہ تعالے کے حضور مین کھڑے ہونے سے ڈرتے ہین - ان کو دو جنت ملتے ہین - ہمارے نزدیک اس کی حقیقت یہ ہے - کہ ایک جنت تو وہ ہے - جو مرنے کے بعد ملتی ہے - دوسری جنت اسی دنیا مین عطا ہوتی ہے اور یہی جنت اس دوسری جنت کے ملنے اور عطا ہونے پر بطور گواہ واقعہ ٹھہر جاتی ہے ایسا مومن دنیا مین بہت سے دوزخون سے رہائی پاتا ہے مختلف قسم کی بد اخلاقیان یہ بھی دوزخ ہی ہین - جن چیزون سے شدید تعلق ہو جاتا ہے وہ بھی ایک قسم کا دوزخ ہی ہے کیونکہ پھر ان کو چھوڑنے سے تکلیف ہوتی ہے - مثلاً مال سے محبت ہو - اور اسے چور لے جائین - تو اسے سخت تکلیف ہوتی ہے - یہان تک کہ بعض اوقات ایسے لوگ مر ہی جاتے ہین - یا ان کی زبان بند ہو جاتی ہے - اسی طرح پر اور جن فانی اشیا سے محبت ہے وہ اگر تلف ہو جائین یا مر جاوین - تو اس کو سخت رنج اور صدمہ ہوتا ہے - مثنوی مین ایک حکایت لکھی ہے - کہ ایک شخص کا ایک دوست مر گیا جس کے غم مین وہ رو رہا تھا - اس سے پوچھا گیا کہ تو کیون روتا ہے - تو اس نے کہا - کہ میرا ایک نہایت ہی عزیز دوست مر گیا - اس نے کہا کہ تو نے مرنے والے سے دوستی ہی کیون کی - اصل بات یہی ہے - کہ مفارقت تو ضروری ہے اور جدائی ضروری ہو گی یا یہ خود جائیگا - یا وہ جس سے دوستی اور محبت کی ہے - پس وہ مفارقت عذاب کا موجب ہو جائے گی - لیکن جو لوگ اللہ تعالے کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرتے ہین اور ان فانی اشیاء کے دلدادہ اور گرویدہ نہین ہوتے - وہ اس عذاب سے بچائے جاتے ہین - کسی نے کیا اچھا کہا ہے - ؎

وحشت و تنہا چنین دو دو جزائم نیست
جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

اللہ تعالے بہتر جانتا ہے - کہ ہمارا اصل منشا اور تمنا کی غرض یہ نہین - کہ عیسےٰ فوت ہو گیا - یہ تو ایک سچائی تھی جو ہم نے پیش کی - اللہ تعالے نے ہم پر یہی ظاہر کیا ہم نے اسی طرح اس کو دنیا کے سامنے پیش کر دیا - ہمین حضرت عیسیٰ کے ساتھ کوئی دشمنی نہین - وہ بھی اللہ تعالے کے ایک رسول اور پیغمبر ہین - یہ کہنے مین کہ وہ جسم عنصری کے ساتھ آسمان پر نہین گئے - ہم کو ان کی تذلیل منظور نہین مگر ہم کیا کرین - اصل بات ہی یہ ہے جو امر ہم کسی نبی اور رسول کے لئے نہین ملنتے ہم کیون کر ان کے ساتھ اسے مختص کرین - ہان ہم کو بخل نہین ہم تسلیم کرتے ہین کہ جب جسم کے ساتھ دوسرے پیغمبر آسمان پر گئے ہین - حضرت عیسےٰ بھی اسی جسم کے ساتھ گئے ہین مگر ان لوگون کی غلطیون اور

اور خود تراشیدہ خیالات کو کیسے مان لین

یہ خوب یاد رہے۔ کہ ہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر روح بلا جسم ہرگز نہین مانتے۔ ہم مانتے ہین۔ کہ وہ وہان جسم ہی کے ساتھ ہین۔ ہان فرق اتنا ہے کہ یہ لوگ جسم عنصری کہتے ہین اور مین کہتا ہون کہ وہ جسم وہی جسم ہے جو دوسرے رسولون کو دیا گیا ہے۔

دوزخیون کے متعلق اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لا تفتح لھم ابواب السماء۔ یعنی کافرون کے لئے آسمان کے دروازے نہین کھولے جاوینگے۔ اور مومنون کے لئے فرماتا ہے۔ مفتحۃ لھم الابواب۔ اب ان آیات مین لھم کا لفظ اجسام کو چاہتا ہے۔ تو کیا یہ سب کے سب پھر اسی جسم عنصری کے ساتھ جاتے ہین؟ نہین ایسا نہین جسم تو ہوتے ہین۔ مگر وہ وہ جسم ہین۔ جو مرنے کے بعد دئے جاتے ہین۔ ایسا ہی فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی بھی اجسام کو چاہتا ہے۔ پھر تیسری شہادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت ہے۔ معراج مین آپ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت یحییٰ کے ساتھ دیکھا وہان آپ نے روحین تو نہ دیکھی تھین۔ یعنے جسم صرف حضرت عیسیٰ کا ہو اور باقی نبیون کی روحین تھین اور مسیح ہی کا جسم تھا۔

سچی اور بالکل سچی اور صاف بات یہی ہے کہ اجسام ضرور ملتے ہین۔ لیکن یہ عنصری اجسام یہان ہی رہ جاتے ہین یہ اوپر نہین جا سکتے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کے جواب مین فرمایا۔

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ یعنی ان کو کہدے۔ میرا رب اس سے پاک ہے۔ جو اپنے وعدون کے خلاف کرے جو وہ پہلے کر چکا ہے۔ مین تو صرف ایک بشر رسول ہون سبحان کا لفظ اس لئے استعمال کیا کہ سابق جو وعدے ہو چکے ہین انکی خلاف ورزی وہ نہین کرتا۔ وہ وعدہ کیا ہے؟ ولکم فی الارض مستقر و متاع الی حین اور ایسا ہی فرمایا۔ الم نجعل الارض کفاتا۔ اور پھر فیھا تحیون و فیھا تموتون۔ ان سب پر اگر یکجائی نظر کیجاوے تو صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ جسم جو کھانے پینے کا محتاج ہے۔ آسمان پر نہین جاتا۔ پھر ہم دوسرے نبیون سے بڑھ کر مسیح مین یہ خصوصیت کیونکر تسلیم کرلین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کفار نے شرارت سے یہی سوال کیا تھا۔ کہ آپ آسمان پر چڑھ جائین اس کی وجہ یہ تھی۔ کہ وہ پہلے وہ آیات سن چکے تھے جن مین اس امر کی نفی کی گئی تھی۔ انہون نے سوچا۔ کہ اب اگر اقرار کرین۔ تو اعتراض کا موقع ملے۔ لیکن وہ تو اللہ کا کلام تھا اس مین اختلاف نہین ہو سکتا تھا۔ اس لئے ان کو یہی جواب ملا قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا یعنی ان کو کہدو۔ کہ ایسا معجزہ اللہ تعالےٰ کے قول کے خلاف ہے

اور وہ اس سے پاک ہے کہ اپنے پہلے قول کے خلاف کرے

غرض

یہ کس قدر موٹی باتین ہین جو اللہ تعالیٰ نے بار بار پیش کی ہین مگر تعجب اور افسوس کا مقام ہے کہ یہ ان کو سمجھتے نہین اور خواہ مخواہ حضرت مسیح مین کچھ ایسی خصوصیت پیدا کرنا چاہتے ہین۔ جو دوسرون مین نہین ہے۔ قرآن شریف کی یہ تعلیم اور بخاری اور مسلم کو دیکھو۔ اور صحاح کو پڑھو۔ وہان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت موجود ہے آپ نے حضرت مسیح کو یحییٰ کے ساتھ دیکھا۔ ویسے ہی حضرت مسیح کو اس وقت ان مین کوئی خاص بات نہ تھی۔ جو بطور جسم کے الگ ہو۔ یعنی ان کا تو جسم ہو اور حضرت یحییٰ کی مجرد روح ہو۔ جب قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح شہادۃ موجود ہے۔ پھر یہ نرالا جسم کیسا؟ اگر نرالا نہین تو لیسم اللہ ہم ایمان لاتے ہین کہ وہ جسم جو مرنے کے بعد دیا جاتا ہے۔ وہ مسیح کو بھی دیا گیا۔ پھر نزاع لفظی نکلی۔ یہ ہم کبھی تسلیم نہین کر سکتے۔ کہ مسیح کو کوئی الگ جسم دیا جاوے کیونکہ یہ شرک ہے۔ ہم جسم کے قائل ہین۔ لیکن اس جسم عنصری کے قائل نہین۔ انجیل سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ جلالی جسم تھا اور ایسا جسم مرنے کے بعد ملتا ہے۔ ہمارا مذہب یہی ہے۔ کہ بہشت مین بھی جسم ہون گے۔ لیکن یہ یاد رکھنا [illegible] کہ یہ جو لکھا ہے کہ بہشت مین دودھ اور شہد کی نہرین ہون گی تو اس سے یہ نہ سمجھنا چاہئیے۔ کہ وہان گائیون کا ایک گلہ ہوگا اور بہت سارے گوالے ہون گے جو دودھ دوہ دوہ کر ایک نہر مین ڈالتے رہین گے۔ یا بہت سے چھتے شہد کی مکھیون کے ہون گے۔ اور پھر ان کا شہد جمع کرکے نہرون مین گرایا جاوے گا۔ یہ مطلب نہین؟ اللہ تعالیٰ نے جو مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ یہ بات نہ ہوگی اگر یہی خربوزہ اور تربوزہ یا انار ہون گے تو پھر بات ہی کیا ہوئی۔ کافر بھی کہہ سکتے ہین۔ کہ ہم نے یہان اس دنیا مین کھا لئے تم نے آگے جا کر کھا لئے۔ اس کی حقیقت جو اللہ تعالےٰ نے مجھ پر کھولی ہے وہ یہ ہے کہ قرآن شریف مین فرمایا ہے۔ وبشر الذین امنوا وعملوا الصلحت ان لھم جنت تجری من تحتھا الانھار۔ یعنے جو لوگ ایمان لاتے اور اچھے عمل بجا لاتے ہین۔ وہ ان باغون کے وارث ہین۔ جن کے نیچے نہرین بہہ رہی ہین۔ اس آیت مین اللہ تعالےٰ نے ایمان کو باغ کے ساتھ مشابہت دی جس کے نیچے نہرین بہتی ہین۔ اس آیت مین بہشت کی حقیقت اللہ تعالےٰ نے بتائی ہے۔ کہ جو رشتہ نہرون کو باغ کے ساتھ ہوتا ہے۔ وہی تعلق اور رشتہ اعمال کا ایمان کے ساتھ ہوتا ہے اور جس طرح کوئی باغ یا درخت بغیر پانی کے سرسبز نہین رہ سکتا۔ اسی طرح

پر کوئی ایمان بغیر اعمال صالحہ کے زندہ اور قایم نہین رہ سکتا۔ مگر ایمان ہو اور اعمال صالحہ نہ ہون۔ تو ایمان ہیچ ہے۔ اور اگر اعمال ہون۔ اور ایمان نہ ہو تو وہ اعمال ریاکاری ہین۔ پس قرآن شریف نے جو بہشت پیش کیا ہے اس کی حقیقت اور فلسفی یہی ہے کہ وہ اس دنیا کے ایمان اور اعمال کا ایک ظل ہے اور ہر شخص کی بہشت اس کے اپنے اعمال اور ایمان سے شروع ہوتی ہے اور اسی دنیا مین ہی اس کی لذت محسوس ہونے لگتی ہے اور پوشیدہ طور پر ایمان اور اعمال کے باغ اور نہرین نظر آتی ہین۔ لیکن عالم آخرت مین یہی باغ کھلے طور پر محسوس ہون گے۔ ایمان کا ایک خارجی وجود نظر آجائے گا۔ قرآن شریف سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ ایمان کی آبپاشی اعمال صالحہ سے ہوتی ہے۔ بغیر اس کے وہ خشک ہو جاتا ہے۔ پس یہان دو باتین بیان کی ہین ایک یہ کہ وہ بہشت باغ ہے۔ دوسرا ان درختون کی نہرون سے آبپاشی ہوتی ہے۔ قرآن شریف کو پڑھو اور اول سے آخر تک اس پر غور کرو۔ تب اس کا معلوم ہوگا۔ کہ حقیقت کیا ہے؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہین کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالےٰ جس نے عدم سے انسان کو بنایا ہے؟ ہم مجاز اور استعارہ ہرگز پیش نہین کرتے بلکہ حقیقت الامر ہے وہ خدا تعالےٰ جس نے عدم [illegible] اور جو خلق جدید پر قادر ہے وہ یقینا [illegible] کو اشجار سے متمثل کر دے گا اور اعمال کو انہار سے متمثل کرے گا اور واقعی طور پر دکھا دے گا یعنی ان کا وجود فی الخارج بھی نظر آئے گا۔ اس کی مختصر سی مثال [illegible] سمجھ مین آسکتی ہے۔ کہ جیسے انسان خواب مین [illegible] دیکھتا ہے اور ٹھنڈے اور خوشگوار پانی پیتا ہے [illegible] آب سرد ہوتا ہے۔ اس وقت اس کے [illegible] امر نہین ہوتا۔ پھلون کو کھا کر سیری ہوتی [illegible] پیاس دور ہوتی ہے۔ لیکن جب [illegible] ان پھلون کا کوئی وجود ہوتا ہے۔ اور نہ اس پانی کا [illegible] اس حالت مین اللہ تعالےٰ ان اشیاء کا ایک وجود پیدا کر دیتا ہے۔ عالم آخرت مین بھی ایمان اور اعمال صالحہ کو اس صورت مین متمثل کر دیا جائے گا۔ اسی لئے فرمایا ہے ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابھا۔ [illegible] اگر یہ معنے کرین۔ کہ وہ جنتی جب [illegible] اور میوون کو کھائین گے۔ تو یہ کہین گے کہ یہ وہی [illegible] خربوزہ یا تربوز یا انار ہین۔ جو ہم نے دنیا مین کھائے تھے۔ تو یہ ٹھیک نہین کیونکہ اس طرح پر تو وہ لذت بخش چیز نہین ہو سکتے اور نہ جنت کی حقانیت ہے اگر کوئی شخص [illegible] امیدوان کی ناشپاتیان کھا کر کہے کہ یہ تو وہی ناشپاتیان ہین جو [illegible] مین کھائی تھین۔ تو یہ صریح ان ناشپاتیون کی حقارت ہے

پس اگر بہشت کی نعماء کی بھی یہی مثال ہے تو یہ خوشی نہیں بلکہ ان سے بیزاری ہے۔ اس لئے اس کا یہ مفہوم اور مطلب نہیں ہے بلکہ اس سے یہ مراد ہے۔ کہ وہ بہشتی لوگ جو اس دنیا میں بڑے عابد اور زاہد تھے جب وہ اپنے ایمان اور اعمال صالحہ کے متمثلات سے لطف اٹھائیں گے۔ تو ان کو وہ ایمانی لذت آجائے گی۔ اور ان مجاہدات اور اعمال صالحہ کا مزا آجائے گا۔ جو اس عالم میں انہوں نے کئے تھے اس لئے وہ کہیں گے۔ ھذا الذی رزقنا من قبل

عرض

جس قدر قرآن شریف کو کوئی شخص تدبر اور غور سے پڑھیگا اسی قدر وہ اس حقیقت کو سمجھ لیگا۔ کہ ان لذات کا تمثیلی رنگ میں فائدہ اٹھائیگا۔ محبت الٰہی کے لذات ہیں۔ لذت کا لفظ جو مفہوم اپنے اندر رکھتا ہے۔ وہ جسمانی لذت کے مفہوم سے ہزاروں درجہ زیادہ مفہوم روحانی لذت میں رکھتا ہے۔ اگر اس محبت کی لذت میں غیر معمولی سیری اور سیرابی نہ ہو۔ تو اللہ تعالےٰ کے محب جسمانی لذات کو ترک کیوں کریں۔ یہاں تک کہ بعض اس قسم کے بھی ہو گذرے ہیں جنہوں نے سلطنت تک کو چھوڑ دیا چنانچہ ابراہیم ادہم نے سلطنت چھوڑ دی۔ اور انبیاء علیہم السلام نے ہزاروں لاکھوں مصائب کو برداشت کیا اگر وہ لذت اور ذوق اس محبت الٰہی کی تہ میں نہ تھا۔ جو انہیں کشاں کشاں لئے [illegible] بات تھی۔ کہ اسقدر مصائب کو انہوں نے خوشی سے اٹھا لیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چونکہ اس درجہ میں سب سے بڑھکر ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ کی زندگی کا نمونہ بھی سب سے افضل و اعلیٰ ہے۔ کفار نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دنیا کی ساری نعمتیں اور عزتیں پیش کیں مال و دولت۔ سلطنت۔ عورتیں اور کہا کہ آپ ہمارے بتوں کی مذمت نہ کریں اور یہ توحید کا مذہب پیش نہ کریں اس خیال کر جاتے ہیں وہ دنیادار تھے۔ ان کی نظر دنیا کی فانی اور بے حقیقت لذتوں سے پرے نہ جا سکتی تھی۔ انہوں نے سمجھا کہ یہ تبلیغ انہیں اغراض کے لئے ہوگی۔ مگر آپ نے ان کی ان ساری پیش کردہ باتوں کو رد کر دیا اور کہا کہ اگر میرے دائیں بائیں آفتاب اور ماہتاب بھی لاکر رکھدو تب بھی میں اس کو نہیں چھوڑ سکتا۔ پھر اس کے بالمقابل انہوں نے آپ کو وہ تکالیف پہونچائیں جن کا نمونہ کسی دوسرے شخص کی تکالیف میں نظر نہیں آتا۔ لیکن آپ نے ان تکالیف کو بڑی لذت اور سرور سے منظور کیا۔ مگر اس راہ کو نہ چھوڑا اب اگر کوئی لذت اور ذوق نہ تھا۔ تو پھر کیا وجہ تھی۔ جو ان مصائب اور مشکلات کو برداشت کیا۔ وہ یہی لذت تھی۔ جو اللہ تعالےٰ کی محبت میں ملتی ہے۔ اور جس کی مثال اور نمونہ کوئی پیش نہیں کیا جا سکتا خدا تعالےٰ نے اس وقت ایک صادق کو بھیجکر چاہا ہے کہ ایسی جماعت طیار کرے۔ جو اللہ تعالےٰ سے محبت کرے

میں دیکھتا ہوں۔ کہ بعض کچے لوگ داخل ہو جاتے ہیں اور پھر ذرا سی دھمکی ملتی ہے اور لوگ ڈراتے ہیں تو پھر خط لکھدیتے ہیں۔ کہ کچھ تقیہ کر لیا ہے؟ بتاؤ انبیاء علیہم السلام اس قسم کے تقیہ کیا کرتے ہیں؟ کبھی نہیں وہ دلیر ہوتے ہیں اور انہیں کسی مصیبت اور دکھ کی پرواہ نہیں ہوتی وہ جو کچھ کرتے ہیں۔ اسے چھپا نہیں سکتے خواہ ایک شخص بھی دنیا میں ان کا ساتھی نہ ہو وہ دنیا سے پیار نہیں کرتے ان کا محبوب ایک ہی خدا ہوتا ہے۔ وہ اس راہ میں ایک مرتبہ نہیں خواہ ہزار مرتبہ قتل ہوں اس کو پسند کرتے ہیں اس سے سمجھ لو کہ اگر اللہ تعالےٰ کے ساتھ سچے تعلق کا مزا اور لطف نہیں تو پھر یہ گروہ کیوں مصائب اٹھاتے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات کو پڑھو کہ کفار نے کسقدر دکھ آپ کو دئے آپ کے قتل کا منصوبہ کیا گیا۔ طائف میں گئے تو وہاں سے خون آلود ہو کر پھرے۔ آخر مکہ سے نکلنا پڑا۔ مگر وہ بات جو دل میں تھی۔ اور جس کیلئے آپ مبعوث ہوئے تھے۔ اسے ایک آن کے لئے بھی نہ چھوڑا۔ یہ مصائب اور تکالیف کبھی برداشت نہیں ہو سکتیں جب تک قوی کشش نہ ہو۔ ایک غریب انسان کے لئے جب وہ دشمن بھی ہوں وقت تنگ آجاتا ہے اور آخر صلح کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے مگر وہ جس کا سارا جہان دشمن ہو وہ کیونکر اس بوجھ کو برداشت کریگا اگر قوی تعلق نہ ہو۔ عقل اس کو قبول نہیں کرتی۔ مختصر یہ کہ خدا تعالےٰ کی محبت کی لذت ساری لذتوں سے بڑھکر تاثر میں ثابت ہوتی ہے پس وہ لذات جو بہشت میں ملیں گی۔ یہ وہی لذتیں ہیں جو پہلے اٹھا چکے ہیں اور وہی ان کو سمجھتے ہیں جو پہلے اٹھا چکے ہیں۔

اگر کہو کہ وہ نعمتیں کیونکر ہونگی؟ تو اس کا جواب صاف ہے اللہ تعالےٰ خلق جدید پر قادر ہے۔ خود انسان کا اپنا وجود ہی خیالی ہے جس قطرہ سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ کیا چیز ہے پھر خیال کرو۔ کہ اس سے کیسا اچھا انسان بنتا ہے۔ کیسے عقلمند خوبصورت۔ بہادر۔ پھر وہی خدا ہے۔ جو دوسرے عالم میں خلق جدید کرے گا جس میں وہ لذات اور میوہ جات ہر رنگ کے ہوں گے۔ لیکن کھانے میں ایسے لذیذ ہوں گے کہ نہ کسی آنکھ نے انکو دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی زبان نے ان کو چکھا اور نہ وہ کسی خیال میں گذرے۔

بہشت کی لذات میں ایک اور بھی خوبی ہے دنیا کی لذتوں میں جسمانی لذتوں میں نہیں ہے۔ مثلاً انسان روٹی کھاتا ہے تو دوسری لذتیں اسے یاد نہیں رہتیں مگر بہشت کی لذات نہ صرف جسم ہی کے لئے ہوں گی بلکہ روح کے لئے بھی لذت بخش ہوں گی۔ وہ دونوں لذتیں اس میں اکٹھی ہونگی اور پھر اس میں کوئی کثافت نہ ہوگی اور سب سے بڑھکر جو لذت ہے۔ وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔ مگر دیدار الٰہی سکنے کے لئے یہ ضروری ہے۔ کہ یہاں ہی سے طیاری ہو اور اس کے دیکھنے کے لئے یہاں ہی سے انسان آنکھیں لے جاوے جو شخص یہاں طیاری کرکے نہ جاویگا۔ وہ وہاں محروم رہیگا چنانچہ فرمایا۔ من کان فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاخرۃ اعمیٰ۔ اس کے یہ معنے نہیں کہ جو لوگ یہاں نابینا اور اندھے ہیں وہ وہاں بھی اندھے ہوں گے نہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ دیدار الٰہی کے لئے یہاں سے حواس اور آنکھیں لے جانے اور ان آنکھوں کے لئے ضرورت ہے تبتل کی۔ تزکیہ نفس کی اور یہ کہ خدا تعالےٰ کو سب پر مقدم کرو۔ اور خدا تعالیٰ کے ماخوذ دیکھو۔ صوفیاء نے اسی کا نام فنا فی اللہ ہے اور جب تک یہ مقام و درجہ حاصل نہیں ہوتا۔ نجات نہیں۔ ہاں یہ اعتراض ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ ایسا تعلق قوی اور محبت صافی تب ہو سکتی ہے جب اس کی ہستی کا پتہ لگے؟ دنیا اس قسم کے شبہات کے ساتھ خراب ہوئی ہے۔ بہت سے تو کھلے طور پر دہریہ ہو گئے ہیں اور بعض ایسے ہیں۔ جو دہریہ تو نہیں ہوئے مگر ان کے رنگ میں رنگین ہیں اور اسی وجہ سے دین میں سست ہو رہے ہیں۔ اس کا علاج یہی ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ سے دعا کرتے رہیں۔ تا ان کی معرفت زیادہ ہو اور صادقوں کی صحبت میں رہیں۔ جس سے وہ اللہ تعالےٰ کی قدرت اور تصرف کے تازہ و تازہ نشان دیکھتے رہیں پھر وہ جس طرح پر چاہیگا۔ اور جس راہ سے چاہیگا معرفت بڑھا دیگا اور بصیرت عطا کرے گا اور تسلی قلب ہو جائیگا۔

یہ بالکل سچ ہے کہ جسقدر اللہ تعالےٰ کی ہستی اور اس کی عظمت پر ایمان ہوگا۔ اسی قدر اللہ تعالےٰ سے محبت اور خوف ہوگا ورنہ غفلت کے ایام میں جرائم پر دلیر ہو جائیگا۔ اللہ تعالےٰ سے محبت اور اس کی عظمت اور جبروت کا رعب اور خوف ہی وہ ایسی چیزیں ہیں۔ جن سے گناہ جل جاتے ہیں اور قاعدہ کی بات ہے کہ جن اشیاء سے ڈرتا ہے۔ ان سے پرہیز کرتا ہے۔ مثلاً جانتا ہے کہ آگ جلا دیتی ہے۔ اس لئے آگ میں ہاتھ نہیں ڈالتا یا مثلاً اگر یہ علم ہو کہ فلاں جگہ سانپ ہے۔ تو اس راستے سے نہیں گذریگا اسی طرح اگر اس کو یہ یقین ہو جائے۔ کہ گناہ کا زہر اس کو ہلاک کر دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عظمت سے ڈرے اور اس کو یقین ہو کہ وہ گناہ کو ناپسند کرتا ہے اور گناہ پر سخت سزا دیتا ہے تو اسکو گناہ پر دلیری اور جرأت نہ ہو۔ وہ زمین پر پھر اس طرح سے چلتا ہے جیسے مردہ چلتا ہے۔ اس کی روح ہر وقت خدا کے پاس ہوتی ہے یہ امور ہیں۔ جو ہم اپنی جماعت میں پیدا کرنا چاہتے ہیں اور ان کی ہی اشاعت ہمارا مقصود ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں اور کھول کر کہتا ہوں۔ کہ انہیں امور کی پابندی سے مسلمان مسلمان ہوں گے۔ اور اسلام دوسرے ادیان پر غالب آئے گا اگر اللہ تعالےٰ مسیح کی موت یا مسیح موعود ہونے کے امور کو ہماری راہ میں نہ ڈال دیتا۔ تو ہمیں کچھ بھی ضرورت نہ تھی۔ کہ پہلے علماء کو مگر میں کیا کر سکتا ہوں جبکہ خود اس نے مجھے اس نام سے پکارا

براہین احمدیہ

براہین احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام کی سب سے پہلی تصنیف اور اس سلسلہ کی صداقت کی سب سے پہلی گواہ ہے۔ اس مین مندرجہ پیشگوئیان آج تک پوری ہو رہی ہین۔ اور قیامت تک ہوتی رہینگی۔ یہ کتاب ہر چہار جلد نہایت عمدہ۔ خوش خط چھپ رہی ہے۔ قیمت صرف پونے تین روپے عہ۱۲/۔ درخواستین بنام میان معراج الدین عمر۔ پروپرائٹر بدر قادیان ضلع گورداسپور آنی چاہئین۔

دفتر بدر سے خط و کتابت

ہر ایک خریدار کو جب اخبار روانہ کیا جاتا ہے تو اس کے پتہ کی چٹ پر نام سے پہلے نمبر خریداری بھی دیا جاتا ہے۔ سب خریداران کی خدمت مین التماس ہے۔ کہ خط و کتابت کے وقت خط کے اندر اپنے نام کے ساتھ نمبر خریداری ضرور دیا کرین اور اپنا نام اور پتہ صاف اور خوش خط لکھا کرین۔ بعض لوگون کی عادت ہے کہ خط کا مضمون بہت خوش خط لکھتے ہین۔ مگر اپنا نام اور پتہ ایسا شکستہ خط مین جلدی سے لکھ ڈالتے ہین۔ کہ بیان کسی سے نہین پڑھا جاتا۔ اور اس واسطے ایسے خط بغیر جواب لکھنے کے افسوس کے ساتھ داخل کر دئے جاتے ہین

اجرت اشتہارات

تقسیم صفحہ	سال	چھ ماہ	تین ماہ	یک ماہ	یکبار
پورا صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف صفحہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
پورا کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نصف کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
ربع کالم	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

ایک دفعہ کے لئے فی سطر کالم ۲/ لیکن عہ روپیہ سے کم اجرت کا اشتہار نہین لیا جاویگا ضمیمہ بحساب فی سینکڑہ اخبار کیساتھ تقسیم کیا جاویگا ضمیمہ بھجوانے کے لئے نمونہ ارسال کر کے بذریعہ خط و کتابت فیصلہ کر لین۔ ایڈیٹر کو اختیار ہے کہ کسی اشتہار کے چھاپنے سے انکار کر دے اجرت اشتہارات پیشگی ادا ہونی چاہئے مستقل اشتہار دینے والونکو اخبار مفت بھیجا جاویگا بشرطیکہ انکے اشتہار کی اجرت سالانہ ۲۵ روپیہ سے کم نہ ہو جن کے اشتہار کی اجرت ۱۲ روپیہ سالانہ ہوگی انکو اخبار مفت لیکن محصول ڈاک انہین دینا پڑے گا۔

قیمت اخبار

سنہ ۱۹۰۵ء۔ نصف سے زیادہ گذر چکا ہے۔ اس واسطے جن اصحاب کی قیمت سن روان اب تک وصول نہین ہوئی۔ ان کی خدمت مین اخبار بذریعہ وی پی ارسال کیا جاوے گا۔ تاکہ قیمت وصول ہو جاوے۔ وی پی اخبار دس دن تک ڈاک خانہ مین رہ سکتا ہے۔ اور آدمی سہولت کے ساتھ روپیہ دے کر وصول کر سکتا ہے۔ لیکن اب بھی جو صاحبان قیمت نہین دے سکتے۔ اور اس کو کسی آئندہ ماہ تک ملتوی رکھنا چاہتے ہین۔ ان کی خدمت مین گذارش ہے۔ کہ وہ خود ہم کو مطلع کرین۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ کارخانہ کو ڈاک اور نقصان اٹھانا پڑے۔ بسبب تھوڑی خریداری کے کارخانہ اس وقت بہت نقصان مین ہے۔ خرچ آمد سے دگنا ہو رہا ہے۔ اور پروپرائٹر مذکور اس راہ مین خرچ کر رہا ہے۔ اس قدر خرچ کی برداشت ایک فرد واحد کے واسطے ایک مشکل کا سامنا ہے۔ احباب کو چاہئے۔ کہ اس کی امداد کے لئے اٹھین۔ خریدارون کا پیدا کرنا۔ قیمت کا پیشگی ادا کرنا۔ امدادی چندون کا عطا کرنا۔ جس طرح سے ہو سکے۔ اس کام کو چلتا کرنے کی سعی کرنی چاہئے۔

ضروری اطلاع

رسالہ نور الدین جس مین فاضل مصنف نے بعد نظر ثانی کسی قدر اضافہ کیا ہے۔ خوش خط۔ عمدہ کاغذ پر چھپ کر تیار ہے۔ قیمت علاوہ محصول ڈاک ۱۲/ ہے۔ درخواستین اس پتہ پر ہون

سیٹھ عبدالواحد ہدایت اللہ مرچنٹ و کمیشن ایجنٹ کٹڑہ جیمل سنگھ۔ امرت سر

غریب کی کون سنتا ہے

جماعت کے بعض غریب دوست جو خریداری اخبار کی توفیق نہین رکھتے۔ مگر اس کے پڑھنے کے خواہشمند ہین۔ درخواست رکھتے ہین کہ کوئی ذی استطاعت صاحب اس معاملہ مین انکی مدد کرین ایسا ہی بعض لوگ یا انجمنین یا کتب خانے میرے علم مین ایسے ہین کہ اگر وہان بدر بھیجا جاوے تو امید ہے۔ کہ دینی فائدہ حاصل ہو۔ کیا ناظرین اس کار خیر مین حصہ لینے کی سعی کر سکتے ہین؟

مفصلہ ذیل کتب دفتر بدر سے طلب کرین

تفسیر القرآن۔ مصنفہ ڈاکٹر عبدالحکیم خانصاحب
تفسیر سورۃ جمعہ۔ مصنفہ حضرت مولانا نورالدین صاحب
اعجاز احمدی۔ مصنفہ محمد اسماعیل صاحب دہلوی۔
تحذیر المؤمنین۔ مصنفہ مولوی محمد احسن صاحب
اعلام الناس۔ " " "
سواء السبیل۔ " " "
کشف الالتباس۔ " " "
ایقاظ النائمین۔ " " "
موعظہ حسنہ۔ " " "
صیانتہ الناس۔ " " "
سر الشہادتین۔ " " "
الفرقان۔ " " "
قول الصحیح۔ پنجابی نظم مصنفہ ہدایت اللہ صاحب شاعر
عاقبۃ المکذبین۔ مصنفہ مولوی محمد احسن صاحب
شہادت آسمانی حصہ اول و دوم مصنفہ محمد اسماعیل صاحب دہلوی
السر المکتوم۔ مصنفہ محمد اسماعیل صاحب دہلوی
رویائے صالحہ۔
وفات مسیح پنجابی نظم۔ مصنفہ مولوی محمد علی صاحب سیالکوٹی
الہامی دعا۔ رب کل شیء خادمک رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی
پنجابی کامن مستورات کے لہجہ پر
نظم برائے مستورات
سلاسل الفضائل۔ یہ رسالہ عربی مین ہے اور اردو مین ترجمہ کیا گیا ہے
سلاسل الفضائل۔ یہ رسالہ عربی زبان سیکھنے کے لئے ہے
سیرۃ النبی۔ عربی مترجم اردو۔
تحفۃ المشتاقین۔ پانچ رسالے منظوم بزبان پنجابی حضرت اقدس کی مدح مین
کلمۃ الفصل۔ عربی معہ قصیدہ عربی مترجم حضرۃ اقدس کی بعثت کے بیان مین
رسالہ فدک۔ شیعون کے رد مین
انباء الغیب۔ مولانا عبداللطیف شہید کابل کی نسبت ایک پیشگوئی حضرت اقدس شاتان تذبحان کی شرح
مجموعہ دعا۔
تعلیم القرآن
اسم اعظم
لکچر سیالکوٹ حضرت اقدس
کرشن اوتار ہندی نظم
مسیح کی آمد ثانی ۔ ۔ کامن احمدی
غلام احمد قادیانی سنہ ۔ اس میں تمام خطبہ الہامیہ اور تریاق القلوب کا فارسی قصیدہ اور فتوی ممانعت جہاد کے کچھ شعر لکھے گئے ہین

مطبع بدر مین میان معراج الدین صاحب عمر پروپرائٹر کے لئے چھاپا گیا